سوال

(188)جمعہ دیہات میں پڑھا جائے یانہ ،اگرپڑھا جائے تواحتیاطاً ہویاغیر

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :

اوّل :جمعہ دیہات میں پڑھا جائے یانہ ،اگرپڑھا جائے تواحتیاطاً ہویاغیر۔

دوم :جواثی قریہ ہے یاشہر اس میں جمعہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھایایا اصحابوں نے رضوان اللہ علیہم ۔

سوم :وادی بنی سالم بن عوف مدینہ سے کتنے فاصلے پر ہے ۔ ؟

چہارم :رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کرکے تشریف لے گئے ہیں ،اس وقت بادشاہ تھے یانہیں ؟

پنجم :حضرت علیؓ کا قول لاجمعة ولاتشریق الخ کیا صحیح ہے یاضعیف ہے ؟

ششم :حدیث ابن ماجہ جس سے جمعہ ہونے کےلیے بادشاہ کا ہونا نکلتا ہے وہ کیا ہے اورکیسی ہے ، صحیح یاضعیف اورقرآن سے بادشاہ کا ہونا نکلتا ہے یانہ ۔ بینوا توجروا

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

اوّل :جمعہ دیہات میں وجوباً وفرضاً پڑھنا چاہیے ،اس واسطے کہ ادلہ مثبت وجوب جمعہ عام ہیں ،جیسے آیت اذا[1] نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ الایۃ اورحدیث الجمعۃ واجب علی کل محتلم رواہ ابوداؤد والنسائی ادلہ مثبت وجوب جمعہ سے جیسے شہر میں جمعہ واجب وفرض ہوناثابت ہوتا ہے اسی طرح دیہات میں بھی اورعام جب تک اس کے مقابل کوئی خاص موازن اس کی صحت میں نہ پایاجائے اپنے عموم پر محمول ہوتا ہے اورادلہ مثبت وجوب کی اپنے عموم پر باقی رہنے کی تائید روایات ذیل سے ہوتی ہے ،جن کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں نقل کی ہے ۔ (ترجمہ) ’’حضرت عمرؓ نے اہل بحرین کو لکھا کہ جہاں بھی تم ہوجمعہ پڑھا کرو، حافظ نے کہا یہ شہروں اوربستیوں دونوں کو شامل ہے ،ولید بن مسلم نے کہا، میں نے لیث بن سعد سے پوچھا :کہ انہوں نے کہا ،ہر شہر یابستی جس میں کوئی جماعت ہو،ان کو حکم دیا گیا ہے ،اہل مصر اوراس کے کناروں پر رہنے والے حضرت عمر وعثمان کے زمانہ میں ان کے حکم سے جمعہ پڑھا کرتے تھے ،حالانکہ ان میں بعض صحابہ بھی موجودتھے ،حضرت عبداللہ بن عمر مکہ اورمدینہ کے درمیان چشمے والوں کو دیکھتے کہ وہ اپنے چشموں پر جمعہ پڑھتے تھے اورعبداللہ بن عمر ان کو منع نہ کرتے ۔‘‘

دوم : جواثی قریہ ہے، شہر نہیں ہے۔ صحیح بخاری میں ہے : عن ابن عباس قال اوّل جمعۃ جمعت بعد جمعۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مسجد عبد القیس بجواثی من البحرین وفی روایۃ لابی داوٗد قریۃ من قری البحرین، یعنی مسجد نبویؐ میں جمعہ ہونے کے بعد اوّل جمعہ مقام جواثی میں ہوا اور ابوداوٗد کی روایت میں ہے کہ جواثی بحران کے قریوں میں سے ایک قریہ ہے، دیکھو ابوداوٗد کی نفس روایت ہے جواثی کا قریہ ہونا نصاو صراحتاً ثابت ہے، حافظ ابن حجر فتحالباری میں لکھتے ہیں : قولہ بجواثی من البحرین وفی روایۃ وکیع قریۃ من قری البحرین وفی اخری عنہ من قری عبد القیس، یعنی وکیع کی روایت میں ہے کہ جواثی بحرین کے قریہ میں سے ایک قریہ ہے اور ان کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جواثی عبد القیس کے قریوں میں سے ایک قریہ ہے، خلاصہ یہ کہ بحرین ایک شہر ہے اور اس شہر کے متعلق متعدد قریے ہیں، انہی قریوں میں سے جواثی بھی ایک قریہ ہے اور علامہ جوہری اور زمخشری اور ابن الاثیر نے جو یہ لکھا ہے کہ جواثی بحرین میں ایک قلعہ کا نام ہے، سو یہ جواثی کے قریہ ہونے کے منافی نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ شہر بحرین کا جواثی ایک قریہ ہے اور اسی قریہ میں قلعہ ہے پس جواثی کو قریہ کہنا بھی صحیح ہے اور جواثی کو قلعہ کہنا بھی صحیح ہے، حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ وحکی[2] الجوھری والزمخشری وابن الاثیر ان جواثی اسم حصن بالبحرین وھذا الاینافی کونہا قریۃ۔ اور علامہ ابن المتین نے ابو الحسن لخمی سے جو نقل کیا ہے کہ جواثی ایک شہر ہے، سو ابو الحسن کا یہ قول قابل اعتبار اور لائق اعتماد کے نہیں ہے کیونکہ جب خود حدیث سے ثابت ہو گیا کہ جواثی بحران کے قریوں میں سے ایک قریہ ہے تو بھلا مقابلہ اس کے ابو الحسن کا یہ قول کہ جواثی ایک شہر ہے، کب قابل التفات ہوسکتا ہے، علاوہ اس کے ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بعد جواثی قریہ سے شہر ہو گیا ہو، اسی بناء پر ابو الحسن نے جواثی کو شہر کہا ہو، جیسے مرور زمانہ کے بعد بہت سے قریہ آباد ہوتے ہوتے شہر بن جاتے اور بہت سے شہر ویران ہوتے ہوئے قریہ ہوجاتے ہیں۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں : وحکی[3] ابن التین عن اب الحسن اللخمی انہا مدینۃ وما ثبت فی نفس الحدیث من کونہا قریۃ اصح مع احتمال ان تکون فی الاول قریۃ ثم صارت مدینۃ انتہی۔ اور قریہ جواثی میں رسول اللہ ﷺ نے جمعہ نہیں پڑھا ہے بلکہ آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے پڑھا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ صحابہؓ نے جواثی میں آپ کے حکم سے جمعہ پڑھا، اس واسطے کہ صحابہؓ کی یہ عادت تھی کہ بلا حکم اور بلا اجازت رسول اللہ ﷺ کے کوئی شرعی اور دینی کام محض اپنی طرف سے قائم و جاری نہیں کرتے تھے۔ امام بیہقی معرفۃ السنن میں لکھتے ہیں : وکانو[4] الایستبتدون باموار الشرع بجمیل تیا تھم فی الاسلام فالاشبہ انہم لم یقیموافی ھذہ القریۃ الاباامر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہی۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں : والظاھر[5] ان عبد القیس لم یجمعوا الاباامر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما عرف من عادۃ الصحابۃ من عدم الا ستبداد بالاموار الشرعیۃ فی زمن الوحی ولانہ لو کان ذلک لایجوز لمنزل فیہ القرآن کما استدل جابر وابو سعید علی جواز العزل فانہم فعلوہ والقرآن ینزل فلم ینھوا عنہ انتہی۔ واللہ اعلم

سوم : وادی بنی سالم بن عوف مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر یا ایک میل سے کچھ کم یا زیادہ پر واقع ہے، اس واسطے کہ وادی بنی سالم مدینہ اور قبا کے درمیان واقع ہے اور قبا مدینہ سے دو یا تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ تلخیص الجیر میں ہے۔ روی[6] البیھقی فی المعرفۃ عن المغازی ابن اسحق وموسیٰ بن عقبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حین رکب من بنی عمرو بن عوف فی ھجرتہ الی المدینۃ مر علی بنی سالم وھی قریۃ بین قبا والمدینۃ فادرکتہ الجمعۃ فصلی فیہم الجمعۃ وکانت اول جمعۃ صلاھا حین قدم۔ اور مجمع البحار میں ہے۔ قبا[7] بضم قاف وفتح موحدۃ مع مدو قصر موضع بمیلین اوثلاثۃ من المدینۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چہارم : رسول اللہ ﷺ جب سے مبعوث ہوئے اسی وقت سے آپ کو نبوت اور حکومت اور سلطنت عطا ہوئی، مگر زمانہ ہجرت تک آپ کو غلبہ نہیں تھا اور اسلام میں اس وقت اور اس کے بعد کچھ اور دنوں تک ہر طرح کی غربت تھی۔

پنجم : حضرت علیؓ کا یہ قول صحیح ہے، ابن حزم نے اس قول کی تصحیح کی ہے، جیسا کہ نیل الاوطار صفحہ 110 جلد 3 میں علامہ شوکانی نے لکھا ہے اور حافظ ابن حجر درایہ میں لکھتے ہیں۔ حدیث[8] لاجمعۃ ولاتشریف ولافطر ولااضحی الافی مصر جامع لم اجدہ وروی عبد الرزاق عن علی موقوفا لاتشریق ولاجمعۃ الافی مصر جامع واسنادہ صحیح انتہی۔ اور فتح الباری صفحہ 380 جلد 2 میں لکھتے ہیں : ومن[9] ذلک حدیث علی لاجمعۃ ولاتشریق الافی مصر جامع اخرجہ ابو عبید باسناد صحیح الیہ موقوفا۔ مگر یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت علیؓ کے اس قول سے (جس میں قیاس واجتہاد کو دخل ہے اور ساتھ اس کے آیت قرآن واحادیث صحیحہ کے اطلاق وعموم کے خلاف ہے ونیز اقوال وافعال دیگر صحابہ کے معارض ہے ونیز معلوم نہیں کہ اس قول میں مصر سے ان کی کیا مراد ہے اور اس قول سے ان کا اصل مقصود کیا ہے) صحت جمعہ کے لیے مصر کا شرط ہونا ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا اور اس قول سے آیت قرآنیہ و احادیث مرفوعہ کی ہرگز ہرگز تخصیص نہیں ہوسکتی۔

ششم : ابن ماجہ کی وہ حدیث یہ ہے : (ترجمہ) ''جابر نے کہا : رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے، میرے اس مقام، اسدن، اس شہر، اس سال میں اور قیامت تک فرض ہے جس نے اس کو میری زندگی یا وفات کے بعد چھوڑ دیا اور اس کا کوئی امام عادل یا ظالم ہو، الحدیث۔''

یہ حدیث بالکل ہی ضعیف ہے اس حدیث کا ایک راوی عبداللہ بن محمد العدوی متروک الحدیث ہے ،امام وکیع نے فرمایا کہ یہ عبداللہ بن محمد العدوی جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا ۔ امام بخاری نے فرمایا کہ یہ شخص منکر الحدیث ہے یعنی اس شخص سے حدیث روایت کرنا حلال نہیں ہے ، ابن حبان نے فرمایا کہ اس شخص کی سے احتجاج جائز نہیں ہے ، تقریب التہذیب میں ہے ۔ عبداللہ[10] بن محمد العدوی متروک الحدیث رماہ وکیع بالوضع انتہی میزان الاعتدال میں ہے ۔ قال[11] البخاری منکر الحدیث وقال وکیع یضع الحدیث وقال ابن حبان لایجوزالاحتجاج بخیرہ انتہی اورمیزان میں ابان بن جبلہ کے ترجمہ میں مرقوم ہے ۔ نقل[12] ابن القطان ان البخاری قال کل من قلت فیہ منکر الحدیث فلا تحل الروایۃ عنہ انتہی ۔ اور عبداللہ بن محمد العدوی کے علاوہ اس حدیث کے بعض اورراوی بھی ضعیف ہیں ۔

خلاصہ یہ کہ ابن ماجہ کی یہ حدیث بالکل ضعیف اورناقابل احتجاج ہے اورقرآن سے صحت جمعہ کےلیے بادشاہ کا ہونا نہیں نکلتا ہے ، بلکہ قرآن سے یہ نکلتا ہے کہ اقامت جمعہ ہر مقام میں جائزودرست ہے ، دیہات ہویا شہر بادشاہ ہونہ ہواوراقامت جمعہ کےلیے بادشاہ کا ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ، کتبہ محمد عبدالحق ملتانی عفی عنہ (سید محمد نذیر حسین)

---

[1] جب جمعہ کے دن نماز کےلئے اذان کہی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑواور حدیث جمعہ ہر جوان آدمی پر واجب ہے ۔

[2] جوہری وزمخشری اورابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ جواثی بحرین میں ایک قلعہ کا نام ہے اوریہ بستی ہون کے منافی نہیں ۔

[3] ابوالحسن لخمی کہتے ہیں ، کہ جواثی شہر ہے اور جوحدیث میں بستی کا لفظ آیا ہے ، ممکن ہے کہ پہلے وہ بستی ہواور بعد میں شہر بن گیا ہو۔

[4] اپنی نیتوں کے اچھا ہونے کے باوجود وہ شرعی کاموں کو ازخود شروع نہیں کیا کرتے تھے تو گمان یہی ہوتا ہے کہ انہوں نے جمعہ نبی ﷺ کے حکم سے شروع کیا ہوگا ۔

[5] ظاہر یہی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے حکم سے جمعہ شروع کیا تھا ، کیونکہ صحابہ عادت معلوم ہے کہ وہ امور شرعیہ کو ازخود شروع نہیں کیا کرتے تھے اوراگر بستی میں جمعہ ناجائز ہوتا تو قرآن نازل ہورہاتھا ۔

[6] اس میں اس کی مخالفت نازل ہوجاتی جیساکہ عزل کے جواز میں جابر اورابوسعید نے قرآن نازل ہونے پر استدلال کیا تھا ۔

[7] نبی ﷺ جب بنی عمرو بن عوف کے محلہ سے ہجرت کرکے مدینہ جانےلگے تو بنی سالم کی بستی میں جمعہ کا وقت ہوگیا اوریہ بستی قبا اورمدینہ کے درمیان تھی وہاں آپ نے جمعہ پڑھایا اوریہ ہجرت کے بعد سب سے پہلا جمعہ تھا ۔ (قبا مدینہ منورہ سے دویا تین میل کے فاصلہ پرایک بستی ہے)

[8] یہ حدیث کہ جمعہ ، تشریق اور عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ بڑے شہر ہی میں ہوتی ہے یہ حدیث کہیں نہیں دیکھی گئی ہاں حضرت علیؓ کا قول ہے یعنی حدیث موقوف ہے اور سند صحیح ہے ۔

[9] حدیث لاجمعۃ ولاتشریق حضرتؓ کا موقوف قول ہے اوراس کی سند صحیح ہے ۔

[10] عبداللہ بن محمدعدوی متروک ہے ، وکیع نے کہا یہ حدیثیں بناتا تھا ۔

[11] بخاری نے کہا یہ منکرالحدیث ہے ، وکیع نے کہا یہ حدیثیں وضع کیا کرتا تھا ، ابن حبان نے کہا اس کی حدیث سے استدلال جائز نہیں ۔

[12] امام بخاری نے کہا ہر وہ آدمی جس کے متعلق میں منکرالحدیث کہوں ، اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے ۔

فتاویٰ نذیریہ

جلد01ص590

محدث فتویٰ